# پھنکارتے ہوئے گھوڑوں کی قسم


تحریر

سید مہدی شجاعی

ترجمہ

سید نیاز علی رضوی

# مشخصات


| | |
|---|---|
| کتاب کا نام | پھنکارتے ہوئے گھوڑوں کی قسم |
| تحریر | سید مہدی شجاعی |
| ترجمہ | سید نیاز رضوی |
| نظرثانی | سید حسین اختر رضوی |
| آرٹ | گروہ آرٹ |
| کمپوزنگ | الغدیر فاؤنڈیشن ہندوستان |
| ناشر | ادارہ تحریک ترجمہ |
| تعداد | ایک ہزار |
| تاریخ اشاعت | |
| شابک | |



جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں



خیابان سمیہ بین شہید مفتح و شہید موسوی، پلاک ۱۷۳

تہران، ایران فون نمبر: ۸۸۸۳۱۴۱۰

www.trans-move.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ایک گدڑی پوش مرد تھکا ماندہ پیاس سے نڈھال، ہانپتا کانپتا، اپنی پوری طاقت کے ساتھ آگے بڑھ رہا ہے۔ گرد و غبار میں اٹا ہوا ہے۔ ریگ زار اور پتھریلی زمین پر اس قدر دوڑا ہے کہ مزید راستہ طے کرنے کی طاقت نہیں۔ گرتے پڑتے آگے بڑھ رہا ہے لیکن ٹھہرتا نہیں، اگر تھوڑا پانی پی لے اور آرام کر لے تو دوڑنے کی طاقت پیدا ہو جائے لیکن کیا یہ ہو سکتا ہے؟ کیا اس کا دل اسے اجازت دے گا کہ بیٹھ جائے؟

وہ تمام رات دوڑتا رہا اور اب وہ طاقت کے ساتھ قدم بڑھا رہا ہے۔ آسمان کی طرف دیکھتا ہے۔ رات کے اندھیرے میں چاند جو اس کی مدد کے لئے آیا ہوا تھا تاکہ اسے راستہ دکھا دے۔ اب اس کی روشنی بھی مدھم پڑ رہی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ صبح ہونے ہی والی ہے۔

مدینے کا راستہ اب کچھ زیادہ نہیں رہ گیا ہے لیکن تھکن کی وجہ سے راستہ طویل معلوم ہو رہا ہے۔ نماز کا وقت آگیا ہے۔ وہ نماز کے لئے یوں کھڑا ہے جیسے خدا سے باتیں کر رہا ہے۔ اللہ اکبر کی گونجتی ہوئی آواز سے پتھروں کی چٹانیں لرز اٹھیں۔

نماز کے بعد تھوڑی دیر تک وہ اسی حالت میں بیٹھا رہا۔ صرف وہی وقت جو نماز میں گزرا ہے۔ وہی پچھلی رات سے اب تک آرام کے لمحے رہے ہیں۔ اس نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے۔

اے خدا: میری مدد فرما اتنی طاقت دیدے کہ جلد مدینہ پہنچ سکوں۔

پھر وہ گدڑی پوش مرد اٹھا، اب سویرا ہونے والا ہے۔ پچھلی رات کے واقعہ کو یاد کرکے وہ جلدی جلدی قدم بڑھانے لگا، شہر مدینہ ایک سیاہ نقطہ کی طرح دور سے نظر آرہا تھا۔ مدینہ کی راہوں پر ابھی لوگوں نے چلنا شروع کیا ہے کہ یہ راہیں اچانک دو تھکے ماندے مگر محکم پیروں کے بوجھ کا احساس کرنے لگتی ہیں۔ شہر والوں نے دیکھا کہ ایک صحرا نشین گدڑی پوش آدمی اپنے گرد و پیش سے بے نیاز مسجد کی طرف قدم بڑھا رہا ہے۔ رسول اکرم ﷺ لوگوں کی مشکلات حل کرنے کے لئے مسجد میں تشریف لاتے ہیں۔ لوگ آپ کے گرد حلقہ باندھے ہوئے ہیں۔ سب کی نگاہیں پیغمبر ﷺ پر جمی ہوئی ہیں۔ ٹھیک اسی وقت وہ گدڑی پوش شخص پریشانی کی حالت میں مسجد کے اندر داخل ہوتا ہے۔ اس کے لئے کمزوری اور تھکن سے اب قدم اٹھانا مشکل ہے وہ اپنی تمام طاقت لبوں تک لاکر کہتا ہے:

"یا رسول اللہ"

پھر وہ بے جان ہوکر زمین پر گر پڑتا ہے۔ کچھ کہنے کی طاقت نہیں رہتی اصحاب رسولؐ اس کے گرد جمع ہو جاتے ہیں، پیغمبر ﷺ بھی تشریف لاتے ہیں اور اسے اٹھا کر ٹھنڈی جگہ لے جاتے ہیں، رفتہ رفتہ وہ ہوش میں آتا ہے، جب اس نے آنکھیں کھولیں تو اپنا سر رسولؐ کے زانو پر دیکھا۔

رسول خدا ﷺ کی مہربانی دیکھ کر اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ کھیلنے لگی اور اس نے دوبارہ اپنی آنکھیں بند کرلیں جیسے وہ دوسری ہی دنیا کی سیر کر رہا ہو۔ اسے ایسے بڑے انعام کی ہرگز توقع نہیں تھی، اس نے سوچا بھی نہ تھا کہ اس کی زندگی میں ایسا بھی موقع آئے گا کہ آغوش پیغمبرؐ میں اس کا سر ہوگا، پھر اس کی ساری تھکن دور ہو گئی۔ اگر تھوڑی بھوک بھی نہ ہوتی تو وہ یوں محسوس کرتا کہ آسمان کی بلندیوں میں کبوتر کی طرح پرواز کر رہا ہے، وہ یہ فیصلہ نہ کرسکا اٹھے یا اسی طرح پیغمبر ﷺ کے زانو پر لیٹا رہے۔

بعض اوقات زندگی میں ایسے لمحات بھی آتے ہیں جو ساری زندگی کے ساتھ برابری کرتے ہیں۔ پتہ نہیں ایسا موقع پھر ملے یا نہ ملے۔ پھر وہ اپنی اہم ذمہ داری کے متعلق سوچنے لگتا ہے۔ وہی ذمہ داری جس کی وجہ سے وہ بھوکا پیاسا اور پاپیادہ یہاں تک آیا تھا۔ وہ اٹھ کر بیٹھ جاتا ہے اور عرض کرتا ہے:

السلام علیکم یا رسول اللہ!

علیکم السلام و رحمۃُ اللہ

گدڑی پوش مرد نے آہستہ سے کہا: "مجھے افسوس ہے کہ آپ کے پاس بری خبر لے کر آیا ہوں۔ میرے اطراف کے بیابانی علاقے میں دشمنان اسلام نے اپنی کمین گاہیں مضبوط کرلی ہیں۔ وہ مدینہ کی طرف بڑھنا چاہتے ہیں تاکہ اچانک مسلمانوں پر حملہ آور ہوں۔"

مسجد میں سناٹا چھاگیا تھوڑی دیر تک سبھی خاموش رہے۔ سبھی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سوالیہ نگاہوں سے دیکھ رہے تھے۔

پیغمبر ﷺ نے اپنے چہرے اور لہجہ میں تغیر پیدا کئے بغیر حکم دیا کہ تمام مسلمان مسجد میں جمع ہو جائیں، تھوڑی دیر میں مسجد بھر گئی، لوگ اپنے اپنے کام چھوڑ کر بارگاہ رسالت ﷺ میں آگئے، ایک دوسرے سے پوچھ رہے تھے کہ کوئی اہم مسئلہ ہوگا جس کے لئے اس وقت مسجد میں بلایا گیا ہے۔ ایک گوشے میں منافقین بھی سرگوشی کر رہے تھے، یہ مسجد میں جمع ہونے کا کون سا وقت ہے؟ ہمارا کام کون کرے گا؟

رسول خدا ﷺ منبر پر تشریف لے گئے، ہمیشہ کی طرح پہاڑ کی مانند استوار ان لوگوں کے علاوہ جنہوں نے اس گدڑی پوش شخص کو اوراس کی باتیں سنی ہیں جانتے تھے کہ کیا حادثہ پیش آیا ہے۔ ہر شخص ایک دوسرے سے سوال کر رہا تھا لیکن وہ لوگ بھی جو جانتے ہیں خود کچھ نہیں بولتے تاکہ یہ خبر پیغمبر اسلام ﷺ کی زبانی لوگوں تک پہنچے۔ آپ نے واقعہ کی تفصیل بتائی اور دشمنوں سے مقابلہ کا حکم دیا۔ کچھ لوگوں کے سوا سبھی کھڑے ہوگئے۔ وہ گدڑی پوش مرد بھی اپنی تھکن کے باوجود سپاہیوں کے ہمراہ جانے پر آمادہ ہے کیونکہ وہ اس راستہ کو اچھی طرح جانتا ہے۔ بڑے اصرار کے بعد رسول اکرم ﷺ کو راضی کیا کہ اس فوج میں وہ شامل رہے۔

آپ نے ایک شخص کو سردار بنا کر تیاری کا حکم دے دیا۔ سبھی اس بات سے خوش تھے کہ انہیں جہاد کے لئے منتخب کیا گیا ہے۔ ہر ایک تیزی سے اپنے گھر کی طرف واپس گیا تاکہ اپنے اہل و عیال کو خدا حافظ کہے اور جلد ہی جنگی اسلحوں سے لیس ہوسکے جن

لوگوں کو جہاد کی اجازت نہیں ملی تھی وہ غمزدہ بوجھل قدم اٹھاتے ہوئے اپنے گھروں کو واپس چلے گئے لیکن خاموشی سے بیٹھ نہیں گئے بلکہ جن لوگوں کے پاس گھوڑے، تلواریں اور زرہیں تھیں مجاہدوں کی کمک کے لئے مسجد میں حاضر کرنے لگے۔

زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ مدینہ کا نقشہ ہی بدل گیا۔ گرد و غبار نے مسجد کا احاطہ کرلیا، گھوڑے زمین روندنے کے لئے بے چین تھے اور اپنے سواروں سے آگے بڑھنے کا مطالبہ کررہے تھے، کچھ لوگ مسجد کے گوشے میں اپنی تلواریں تیز کررہے تھے۔

جانبازوں، عورتوں اور بچوں کے شور اور جذبے سے تمام ماحول پُر تھا۔ ہر جانباز اپنے اہل و عیال اور گھر کو اپنے بھائی کے سپرد کررہا تھا۔

رسول اکرم ﷺ نے لشکر کی تیاری کے بعد مجاہدوں کے بڑھتے قدم کا تعاقب کیا اور جب گرد و غبار آنکھوں سے دور ہو گیا تو اپنے اپنے کاموں پر واپس آگئے۔ مدینہ والوں کے دل میں بے چینیاں جنم لے رہی تھیں، سبھی ان دشمنوں کے متعلق باتیں کر رہے تھے جو مسلمانوں پر غفلت کی حالت میں حملہ کرنے کی گھات میں تھے۔ لوگ نہیں جانتے تھے کہ انجام کیا ہوگا۔ انہیں مجاہدوں اور دشمنوں کی تعداد کا بھی اندازہ نہیں تھا۔

اسلامی لشکر کی شکست کی خبر سن کر لوگ مضطرب ہوگئے، عورتیں اور بچے اپنے مردوں کی فکر سے پہلے اسلام کی تقدیر کے بارے میں اور دشمن کا مقابلہ کرنے کے متعلق سوچ رہے تھے۔ مسجد کی چھت سے گرد و غبار نے بلند ہو کر شکست خوردہ اسلامی لشکر کی واپسی کی خبر دی۔

اس گرد و غبار کے درمیان اسلامی فوج کا خون آلود چہرہ اور لباس نمایاں تھا، اگر سواری کے گھوڑے بھی شکست کی جلد خبر نہ لاتے تو لشکر اسلام کے پلٹنے کے انداز میں شکست کے آثار پیدا تھے، مومنوں کے دلوں میں غم بسیرا کرلیا۔

خستہ و مجروح مجاہد گریہ کرتے اور سر پیٹتے مسجد میں داخل ہوئے، وہ مدینہ والوں سے زیادہ رنجیدہ تھے۔ مجروحین کی مرہم پٹی مسجد ہی میں تیزی سے شروع ہو گئی۔ کوئی پانی لارہاہے، کوئی خون دھو رہا ہے، کوئی زخم پر پٹی باندھ رہا ہے۔ مسجد زخمیوں کا مرکز بن گئی ہے، وہ صحرا نشین مرد جو کچھ کم ہی زخمی ہوا تھا رسول اکرم ﷺ اور مسلمانوں سے جنگ کی روداد بیان کر رہا ہے۔ راستہ دشوار و سنگلاخ تھا ہم نے جیسے تیسے اپنے کو پہنچایا۔ ہماری دوسری مشکل یہ تھی کہ ہمیں دشمن کے ٹھکانوں کا پتہ نہیں تھا، دشمن کے سپاہی بڑے پتھروں اور چھوٹے ٹیلوں میں چھپے بیٹھے تھے۔ ان کے مخبر بڑے ٹیلوں کی اوٹ میں سے ہم پر نگاہ رکھے ہوئے تھے۔ ہمارے قریب ہونے کی اطلاع اپنے سپاہیوں کو دے رہے تھے۔ ہم جیسے ہی نزدیک ہوئے وہ اپنی گھات سے نکل کر حملہ آور ہو گئے اور ہمیں مقابلے کی طاقت نہ رہی اس سے پہلے کہ ہم اپنی پوزیشن پوری طرح مضبوط کریں ان کی تلواروں نے ہمارے ایک ایک سپاہی کو زد پر لے لیا۔ ہم مجبور ہو کر شکست خوردہ و شرمندہ مدینہ کی طرف پلٹ آئے، سب اپنے اپنے راگ الاپ رہے تھے، مومنین اس فکر میں تھے کہ اپنی جان کی حفاظت کئے بغیر اسلامی دفاع کے لئے اٹھ کھڑے ہوں اور منافقین اس سازش میں تھے کہ دشمنوں کو کس طرح مدد پہنچائی جائے۔ مسلمانوں کے دل پر غم واندوہ کچوکے لگا رہا تھا، سبھی شہر والے آپس میں پوچھ رہے تھے کہ کب کافروں نے مدینہ پر حملہ کیا؟ کیا رسولؐ پر کوئی مصیبت پڑی؟ کیا ہماری دفاعی طاقت ختم ہو گئی؟ پیغمبر اسلام ﷺ کی مطمئن اور گرم آواز انہیں سکون دیتی ہے، آپ دوبارہ لوگوں کو محاذ پر جانے کے لئے ترغیب دلا رہے ہیں، حالانکہ لوگوں کے سامنے پہلی شکست کا منظر ہے لیکن جہاد کے خواہشمند بھی زیادہ ہیں، رسول ﷺ نے انہیں میں سے کچھ لوگوں کو منتخب فرمایا اور ایک دوسرے سردار کی سرکردگی میں لشکر روانہ کر دیا، نیز زخمی سپاہیوں نے اپنے تجربوں اور اطلاعات سے انہیں آگاہ کیا، مجاہدوں نے ایک نئی امید کے ساتھ جنگ کا ارادہ کیا، اس بار زیادہ تر لوگ راہنمائی پر متعین تھے کوئی نہیں جانتا تھا کہ اس گروہ کے ساتھ کیا پیش آئے گا۔

جس وقت مجاہدوں کا دوسرا گروہ شہر سے نکلا تو مدینہ والے پھر اپنے اپنے کاموں میں لگ گئے، سبھی جنگ کی باتیں کررہے تھے۔ ہر لحظہ امید و یاس میں گزر رہا تھا، ہر دن ایک سال کے برابر ہورہا تھا، ہر شخص محاذ جنگ کی خبر سننا چاہتا تھا لیکن خبر کون دے۔۔۔؟

رات کے سناٹے میں تھکے ماندے گھوڑوں کی ٹاپوں نے مدینہ کا سکوت توڑ دیا، دوسرا دستہ بھی شکست خوردہ اور زخمی واپس آیا تھا۔ یہ لوگ بھی ابھی چوکنے نہیں ہوئے تھے کہ اچانک دشمنوں نے حملہ کردیا۔ پہلی شکست نے دشمنوں کی ہمت بڑھادی تھی۔ وہ گستاخی میں مدینہ کے قریب ہوگئے تھے، مجاہد سمجھ رہے تھے کہ ہمیں زیادہ راستہ چلنا پڑے گا۔ وہ کیا جانتے تھے کہ دشمن اس قدر مدینہ کے نزدیک ہیں یہ تازہ زخمی بھی پہلے دستے کے ساتھ لٹا دیئے گئے اور ان کی مرہم پٹی ہونے لگی۔ نگاہیں ایک دوسرے کی طرف اٹھتی تھیں اور پھر جھک جاتی تھیں۔ لوگوں کی حرکات و سکنات اور گفتگو سے پریشانی ظاہر تھی۔ صرف رسول اسلام ﷺ کا وجود ہے کہ فریاد نہیں کررہا ہے، اپنے سینے میں غم و اندوہ چھپائے ہوئے ہیں۔ سبھی لوگ آمد و رفت میں مصروف ہیں، مدینہ کا راستہ روز سے زیادہ نگاہوں سے بھرپور ہے۔ جیسے ہر شخص دشمن کو مدینہ کے دروازہ پر ہی محسوس کررہا ہے۔ مومنین اپنی تلواریں تیز کررہے ہیں کہ اگر دشمن شبخون مارے تو دفاع کرسکیں، منافقین امن کی جگہ تلاش کررہے ہیں کہ شہر کو چھوڑ سکیں، ہر زخمی کے سرہانے ایک شخص بیٹھا ہوا اس کی تیمارداری کررہا ہے، تاریکی جیسے مدینے سے جانے والی نہیں ہے، وقت کس قدر سست گزر رہا ہے۔

مسجد سے اذان صبح کی آواز بلند ہوئی اور رات اپنی سیاہ چادر لپیٹ کر رخصت ہو گئی، مسلمان صبح کی نماز پڑھنے کے لئے مسجد میں جمع ہوئے، خوف و غم سے سب کے چہرے پیلے ہیں، ناامیدی نے دلوں پر قبضہ کر رکھا ہے۔ اگر رسولؐ کا مطمئن وجود نہ ہوتا تو لوگوں کی صدائے گریہ آسمان سر پر اٹھا لیتی۔

نماز کے بعد رسول خدا ﷺ منبر پر تشریف لے گئے اور اپنی تقریر سے کسی حد تک لوگوں کا دل بڑھایا لیکن آنکھوں میں مایوسیاں جھلک رہی ہیں۔ آپ نے تیسری بار لوگوں کو جنگ پر ابھارا لیکن اس بار پہلے کے حالات میں بڑا فرق ہے، لوگوں کو کامیابی کی امید نہیں ہے۔ صرف شوقِ شہادت ہی مسلمانوں کو جہاد پر آمادہ کر رہا ہے۔ اسی وجہ سے لوگوں میں آمادگی زیادہ دکھائی دے رہی ہے یہاں تک کہ جن زخمیوں میں ذرا سی بھی رمق باقی ہے جہاد پر جانے کے لئے ایک دوسرے سے بازی لے جانے کی کوشش کر رہا ہے۔

تقریباً تمام مدینہ اور مضافات والے مسجد کے گرد جمع ہو گئے تاکہ دیکھ سکیں کہ کیا ہو رہا ہے، سب کے ذہنوں میں سوالات ابھر کر دلوں کو برما کر رہے ہیں۔ اگر اس بار بھی اسلامی لشکر شکست کھا گیا تو اسلام کا دفاع کیسے ہوگا؟ اگر دشمن شہر میں گھس آئے تو رسولؐ کو کون بچائے گا؟ عورتوں اور بچوں کا کیا ہوگا؟ سبھی منتظر ہیں کہ اس بار رسول خداﷺ کس شخص کو سردار بناتے ہیں؟ رسول اسلامﷺ اپنی جگہ سے اٹھے۔ لوگوں کے سینے میں سانسیں گھٹنے لگیں، سب کی نگاہیں پیغمبرؐ پر جمی ہوئی ہیں اور پیغمبرؐ کی نگاہ علیؑ کے چہرے پر ہے، دلوں میں عجیب ہیجان برپا ہے کہ صرف علیؑ ہی کا انتخاب انہیں کامیابی سے ہمکنار کر سکتا ہے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علیؑ کا ہاتھ پکڑا، منبر کے پاس تشریف لائے، مسجد میں سناٹا چھایا ہوا ہے۔ آپ نے اپنا ہاتھ علیؑ کے کاندھوں پر رکھا اور آسمان کی طرف رخ کرکے فرمایا: "اے خدا! میں اس بار پرچم اس کے حوالے کررہا ہوں جو دلیری اور بہادری میں مشہور ہے، اس نے کبھی میدان جنگ سے فرار نہیں کیا، خدایا! تجھے علیؑ کی عظمت اور محبت کا واسطہ لشکر اسلام کو دشمنوں پر کامیابی عطا فرما۔" رسولؐ اور علیؑ کی آنکھوں میں آئے ہوئے آنسوؤں کی جھڑی لگ گئی اور لوگ بھی رونے لگے۔۔۔!

مسجد کے باہر سپاہیوں کو حضرت علی علیہ السلام کا انتظار ہے، آپ اپنی رفیقہ حیات سے رخصت ہونے کے لئے گھر تشریف لے گئے ہیں، سبھی اپنے خاندان والوں اور دوسرے مسلمانوں کو نصیحت کر رہے ہیں، باپ اپنے بیٹوں کو بھینچ کر آخری پیار کر رہے ہیں، کچھ مجاہد رسول اکرم ﷺ کے ہاتھوں کو چوم کر رخصت ہو رہے ہیں، گذشتہ شکستوں نے ان کے حوصلے پست کر دیئے ہیں، عورتیں اپنے وارثوں سے چھپ چھپ کر رو رہی ہیں، تاکہ ان کے حوصلے پست نہ ہوں، علیؑ کے قدم آواز جرس بن کر اس ہنگامہ کو خاموش کر دیتے ہیں، سب کی خیرہ کن نگاہیں ان کی طرف اٹھتی ہیں، آپ نے اپنے سر پر وہ رومال باندھا ہوا ہے جو خطرناک موقعوں پر عام طور سے باندھتے تھے، رسول اکرم ﷺ علیؑ سے بغل گیر ہو کر دعائیں کرتے ہیں اور سپاہیوں کو روانگی کا حکم دیتے ہیں۔ ابھی لشکر کچھ ہی دور گیا تھا کہ رسول اکرم ﷺ کو پیچھے پیچھے آتے ہوئے دیکھا۔ آپ اسلام اور لشکر اسلام کے لئے اس قدر بے چین تھے کہ مسجد میں چین سے بیٹھ نہ سکے اور ان کے پیچھے پیچھے چل پڑے، لوگوں نے آپ کو بڑی تشویش میں مبتلا دیکھا۔ تمام نگاہیں سردار لشکر علیؑ اور فداکار سپاہیوں پر جمی ہوئی ہیں۔ حضرت علی علیہ السلام بھی رسول اکرم ﷺ کے دل میں ابھرتے اندیشوں کو محسوس کر رہے ہیں۔

سپاہیوں کا گرد و غبار آنکھوں سے اوجھل ہو گیا۔ دو شکستوں نے دشمنوں کے حوصلے جس طرح بلند کئے تھے اسے خوب سمجھ رہے تھے۔

اسی لئے آپ نے دشمن تک پہنچنے کے لئے ایک دوسرا راستہ اختیار کیا۔ آپ نے حکم دیا کہ دن میں آرام کیا جائے اور رات کے وقت راستہ طے کیا جائے۔

سنگلاخ راستہ کانٹوں سے پر ہے، اندھیری رات کی وجہ سے راستہ اور بھی خوفناک ہو گیا ہے۔ حضرت علی علیہ السلام تیزی سے لشکر کے آگے آگے چل رہے ہیں، اندھیرے میں آسمان پر دور دور تک چاند کا پتہ نہیں۔

مجاہدان اسلام کو حضرت علی علیہ السلام کی شجاعت اور توکل اس خطرناک ماحول میں راستہ دکھا رہی ہے، گھوڑوں کی ٹاپیں پتھروں سے ٹکرا کر چنگاریاں پیدا کرتی ہیں اور پھر خاموش ہو جاتی ہیں لیکن حضرت علی علیہ السلام سپاہیوں کو تیزی سے راستہ طے کرنے پر مجبور کرتے ہیں۔ اندھیرے میں دشمن کا تصور اور راستے کی سختی بعض سپاہیوں کے دل میں خوف و وحشت کے جذبات ابھارتی ہے۔ کچھ کمزور دل اس کا اظہار بھی کر رہے ہیں۔

راستہ بڑا خطرناک ہے۔۔۔!

کتنا وحشتناک اندھیرا ہے۔۔۔!

کہیں ایسا تو نہیں کہ دشمن آس پاس ہی ہوں اور ہمارے گھوڑوں کی آوازیں سن رہے ہوں۔ حضرت علی علیہ السلام ان کی دلجوئی کرتے ہیں۔۔۔!

جب کہ خدا ہمارے ساتھ ہے اور رسولؐ نے ہمارے لئے دعا کی ہے، تو ڈرنے کی کیا بات ہے، ہم خدا پر بھروسہ کرکے دعائے رسولؐ کے سہارے نہ صرف یہ کہ جنگل کے درندوں سے محفوظ رہیں گے بلکہ دشمنوں پر بھی فتحیاب ہوں گے۔ حضرت علی علیہ السلام اور ان کے ساتھی تیزی کے ساتھ دشمنوں کے نزدیک پہنچ گئے لیکن اس راستہ سے نہیں جدھر سے دشمن انتظار کررہا تھا اور کمین کئے بیٹھا تھا۔ دشمن کے جاسوس راستہ پر آنکھیں جمائے ہوئے اسلامی لشکر کا انتظار کررہے تھے۔ ان کے بہادر اپنی کمین گاہوں سے نکل کر مسلمانوں پر حملہ کرنے کے لئے تیار تھے، حضرت علی علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں نے سنگلاخ راستوں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے دشمنوں کی پشت پر پہنچ گئے اور مقابلہ کرنے کا فیصلہ کرلیا۔

ایک سوار نے ٹوہ لگا کر بتایا کہ دشمنوں سے ہمارا فاصلہ زیادہ نہیں ہے۔ حضرت علی علیہ السلام نے ٹھہرنے کا حکم دیا، لوگوں نے اپنے سردار کی امامت میں نماز صبح پڑھی، سب نے اسلام کی کامیابی کے لئے دعا کی اور دشمن کی طرف چل پڑے۔۔۔

مدینے کے راتیں بہت بھاری ہیں، اضطراب نے راتوں کی نیند اڑادی ہے، مرد عورتیں اور بچے مسجد کی طرف کان لگائے ہوئے ہیں کہ لشکر اسلام کی کچھ خبر مل سکے، جو نماز شب میں مصروف ہیں وہ لشکر اسلام کی کامیابی کے لئے دعائیں کر رہے ہیں۔

جو لوگ پہلی دو جنگوں میں شریک تھے وہ کفار کی طاقت کا مشاہدہ کر چکے تھے وہ بالکل مایوس نظر آرہے تھے۔ کچھ تو اپنے مجروح و خستہ بدن کے ساتھ خانہ پیغمبرؐ کا چکر بھی لگا رہے تھے تاکہ آپ کا دفاع کر سکیں، غم والم نے مردوں کی زبانیں گنگ کر رکھی ہیں، کبھی کبھی گھروں سے عورتوں کے رونے کی آوازیں آرہی ہیں۔۔۔!

اصحاب رسولؐ آہستہ آہستہ صبح کی نماز کے لئے مسجد میں جمع ہو رہے ہیں، سینوں میں بے قراریاں ہیں، ہر شخص ایک دوسرے سے جنگ کے متعلق پوچھ رہا ہے، بعض تلوار لئے ہوئے مسجد میں آتے ہیں تاکہ اپنے کو دفاع کے لئے پوری طرح تیار رکھیں، وہ سمجھتے ہیں کہ اگر اس بار لشکر اسلام کو شکست ہوئی تو کفار شہر پر حملہ آور ہو جائیں گے، موذن نے مایوسی کی حالت میں مسجد کے گلدستے پر جاکر اذان دی لیکن اذان کے ساتھ دلوں میں اندیشے بھی سر اٹھا رہے تھے۔ جو لوگ رات بھر مسجد کا چکر لگاتے رہے وہ اس بے چینی سے بھرپور صبح کو خوب سمجھ رہے تھے۔ اذان کی آواز کے ساتھ ہی بعض آنکھوں میں آنسو اُمڈ آئے، انہوں نے اس سے پہلے کچھ اپنے اندر خدا کے ساتھ وابستگی کا ایسا جذبہ محسوس نہیں کیا تھا، کہیں یہ خدائی آواز ہمیشہ کے لئے خاموش نہ ہو جائے۔۔۔! اگر کفار دوبارہ مسلط ہو جائیں۔۔۔ پیغمبرؐ کی شمع حیات گل ہو جائے۔۔۔ رسول اکرم ﷺ حسب معمول وقار و سکون کے ساتھ مسجد میں وارد ہوئے، لوگوں کے سلام کا جواب دیا اور کچھ بات کئے بغیر نماز کے لئے کھڑے ہو گئے۔ صفوں میں ایسا سنّاٹا چھایا ہے کہ پیغمبرؐ کی سانسوں کی آواز بھی سنی جا سکتی ہے، کچھ لوگ سوچ رہے ہیں کہ یہ آخری نماز جماعت ہے، اس لئے وہ کچھ زیادہ ہی رسولؐ کی طرف متوجہ ہیں، رسولؐ نے سورۂ حمد کے بعد اس سورہ کی تلاوت فرمائی:

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ : عظیم اور دائمی رحمتوں والے خدا کے نام سے

وَ الْعَادِيَاتِ ضَبْحًا : فراٹے بھرتے ہوئے تیز رفتار گھوڑوں کی قسم!

فَالْمُورِيَاتِ قَدْحًا : جو ٹاپ مار کر چنگاریاں اُڑانے والے ہیں۔

فَالْمُغِيرَاتِ صُبْحًا : پھر صبحدم حملہ کرنے والے ہیں۔

مسلمانوں نے اس سورہ کو پہلی بار سنا تھا، سب کے چہروں سے تجسّس کے آثار اس طرح ظاہر ہونے لگے کہ وہ نماز کی حالت میں نہ ہوتے تو اس سورہ کے متعلق اسی وقت سوال کر بیٹھتے۔

کہیں ایسا تو نہیں کہ جو صبح کے وقت دشمن کی غارتگری میں مشغول ہیں ان سے وہی مجاہدین اسلام مراد ہیں؟

کچھ لوگ جو نماز شروع ہونے کے بعد مسجد میں آئے تھے اس قدر حیرت میں ڈوبے کہ انہیں صف میں کھڑے ہونے کا ہوش بھی نہ رہا۔

سانسیں سینوں میں گھٹ سی گئی ہیں۔ اگر اس سورہ کا موجودہ جنگ سے ربط سمجھتے تو انہیں سکون ملتا لیکن رسول اکرم ﷺ تو نماز کی حالت میں ہیں سوال کا موقع ہی نہیں ہے۔ رسول اکرم ﷺ پڑھتے جاتے ہیں۔۔۔!

فَأَثَرْنَ بِهِ نَقْعًا : پھر غبار جنگ اڑانے والے نہیں۔

فَوَسَطْنَ بِهِ جَمْعًا : اور دشمن کی جمعیت میں در آنے والے ہیں۔

إِنَّ الْإِنْسَانَ لِرَبِّهِ لَكَنُودٌ : بے شک انسان اپنے پروردگار کے لئے بڑا ناشکرا ہے۔

وَإِنَّهُ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيدٌ : اور وہ مال کی محبت میں بہت سخت ہے۔

أَفَلَا يَعْلَمُ إِذَا بُعْثِرَ مَا فِي الْقُبُورِ : کیا اسے نہیں معلوم ہے کہ جب مردوں کو قبروں سے نکالا جائے گا۔

وَحُصِّلَ مَا فِي الصُّدُورِ : اور دل کے رازوں کو ظاہر کر دیا جائے گا۔

إِنَّ رَبَّهُمْ بِهِمْ يَوْمَئِذٍ لَخَبِيرٌ : تو ان کا پروردگار اس دن کے حالات سے خوب باخبر ہو گا۔

نماز ختم ہوتے ہی سب لو سراسیمگی کی حالت میں اپنی جگہ سے اٹھ کر پیغمبرؐ کے گرد حلقہ باندھ لیتے ہیں۔ پیغمبرؐ یوں ہی دعا میں مشغول ہیں، آپ کی خوشحالی چہرے کے تبسم سے نمایاں ہے۔ اندیشے صبح بہار کی ہنسی بن گئے ہیں۔

کسی کو سوال کرنے کی ہمت نہیں، رسول اکرم ﷺ خود مسکراتے ہوئے فرماتے ہیں: "یہ سورہ ابھی مجھ پر نازل ہوا ہے، علیؑ اوران کے ساتھ اس جنگ میں کامیاب ہوئے ہیں۔" تمام آگ ٹھنڈی ہو گئی، بے چینیاں سکون میں بدل گئی ہیں، شوق کے آنسو بہنے لگے، اکثر مسلمان سجدۂ شکر میں گر گئے اور ایک دوسرے سے بغلگیر ہونے لگے، کچھ لوگ مسجد کے باہر بھاگے تاکہ دوسروں کو بھی خوشخبری سنا سکیں۔

غم واندوہ کے بادل چھٹ گئے، مسجد سے گریۂ شوق کی صدا بلند ہونے لگی، رسول اکرم ﷺ خوش اور مسکراتے ہوئے اپنی جگہ سے اٹھے اور فرمایا: "اٹھو اٹھو ہم لوگوں کو علیؑ اور ان کے سپاہیوں کے استقبال کی تیاری کرنا چاہئیے، انہیں اس کامیابی پر مبارکباد دینی چاہئیے۔"

اصحاب رسولؐ خوشی سے پھولے نہیں سما رہے تھے، سب مسجد سے باہر آئے، دوسرے لوگ بھی فتح کی خوشخبری سن کر گھر سے باہر نکل آئے اور جوش و خروش میں پیغمبرؐ کے ہمراہ سپاہ اسلام کے استقبال کے لئے چل پڑے۔

جن بچوں نے کئی دنوں سے اپنے باپ کو نہیں دیکھا تھا شوق دیدار میں شہر کے دروازے کی طرف دوڑ پڑے۔۔۔!

وہ کتنا حسین و خوبصورت لمحہ تھا جب رسول اکرم ﷺ اور حضرت علی علیہ السلام ایک دوسرے سے بغلگیر تھے اور آنکھوں سے اشک شوق رواں تھے۔